Revealing the Hidden Truths That Demand Attention

Article by Arooba Amir

آج سے پہلے میں نے پاکستانی معاشرے سے لے کر یورپ اور امریکہ تک، ہر موضوع کو اپنی کتابوں کا حصہ بنایا یا پھر آرٹیکلز کا، مگر آج پہلی بار میں ایک ایسے موضوع پر بات کرنے جا رہی ہوں جس پر بات کرنے سے میں ہمیشہ کترائی کیوں کہ جب عمارت ہی غلط بنیادوں پر قائم ہو تو اس میں باقی جتنی بھی غلطیاں ہو جائیں وہ ثانوی ہیں۔ آگے چل کر یہ بات واضع ہو جائے گی۔ میری ایک درخواست ہے کہ اسے آپ پڑھتے یا سنتے وقت کسی بھی پارٹی کے سپورٹر کی حیثیت سے نہ دیکھیں بلکہ صرف ایک انسان، اور ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ایک دیکھیں اور مکمل ہونے تک ساتھ رہیں۔

مجھے کس چیز نے مجبور کیا کہ میں نا چاہتے ہوئے بھی ایسے موضوع پر بات کروں جس پر میں شاید ساری زندگی بات نہیں کرنا چاہتی تھی؟ جواب ہے "میری عوام"، یہ ملک اور اس ملک کے لوگ جن کے ساتھ میرا قلبی تعلق قائم ہے، میں نوجوانوں کی اصلاح کے لئے پچھلے پانچ سالوں سے قلم کے ساتھ نبرد آزما اسی وجہ سے ہوں کہ نوجوان ہی اس قوم کا مستقبل ہیں اور میں اسی مستقبل کو سنوارنے کے لئے کبھی کتابوں کے ذریعے، کبھی کورسز کے ذریعے تو کبھی آرٹیکل اور فری سیشنز کے ذریعے اپنی کوششیں کرتی رہتی ہوں، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ذمہ داری صرف میری تو نہیں بلکہ یہاں موجود ہر نوجوان کی ہے؟ پھر کون اس ملک کے لوگوں کے بارے میں ویسے سوچتا ہے جیسے ہم اپنے بارے میں سوچتے ہیں؟؟؟ اپنی فیملی کے بارے میں سوچتے ہیں؟؟

آیئے آج کچھ ایسے تلخ حقائق پر بالکل غیر جانبدار ہو کر بات کرتے ہیں، نہ آپ کسی پارٹی کے سپورٹر ہیں نہ میں، ہم پاکستانی ہیں اور اس سے پہلے مسلمان ہیں۔ میں یہاں صرف لاجکز نہیں بلکہ صحیح دین کو مدِ نظر رکھتے ہوئے وہ بات کروں گی جس سے نہ آپ انکار کر سکتے ہیں نہ میں اور شاید کہ ہم جو انجانے میں ایک ایسے راستے پر نکل کھڑے ہوئے ہیں جس کا انجام نہ دنیا میں اچھا ہے نا آخرت میں، اس سے واپس لوٹ آئیں۔

میں ہمیشہ ایک بات سوچتی تھی کہ اس انسان کی کیا کیفیت ہو گی جو سالوں سے ایک نظریہ کو سپورٹ کر رہا ہو اور اس کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دے، اپنا وقت لگائے، دل تھکائے، لوگوں کو اس طرف بلائے اور بہت عرصے بعد ایک دن.......... ایک دن اسے معلوم ہو کہ اس پوری صورتحال میں اگر کچھ غلط تھا تو وہ میرا ہی نظریہ تھا، میرا اینگل غلط تھا، میرا دیکھنے کا زاویہ غلط تھا باقی سب کچھ تو ٹھیک تھا؟ پھر؟ کیا گزرے گی اس انسان پر؟ اسی چیز کو سامنے رکھتے ہوئے بات کا آغاز کرتے ہیں۔

A Nation's Journey: 75 Years of Broken Dreams.

پچھتر سالوں سے یہ ملک ایک جیسے حالات سے گزر رہا ہے، انتخابات کے لئے مختلف لوگ کھڑے ہوتے ہیں، بہت بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں، عوام ان میں سے ایک کو منتخب کرتی ہے جس کے دعوے سب سے زیادہ اور نعرے سب سے اونچے ہوں، وہ آکر کرسی سنبھالتا ہے اور پھر اسے اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں تو حکمران ایک کٹھ پتلی ہے، تمام کنٹرول تو اسٹیبلشمنٹ کے ہاتھوں میں ہے کیوں کہ حکمران صرف کچھ عرصے کے لئے آتا ہے، پھر تبدیل ہو جاتا ہے، لانگ ٹرم فیصلے نہیں کر پاتا، شارٹ کٹ اور مختصر ترقی کو فوقیت دیتا ہے، یوں صرف ضروری کام اس کے سپرد کئے جاتے ہیں مگر اسٹیبلشمنٹ پچھتر سالوں سے کھڑی ہے، جتنی پاور اور جتنا کنٹرول ان کے پاس ہے وہ کسی کے پاس نہیں، بس پھر کیا ہوتا ہے؟ حکمران کے بھی مزے ہو جاتے ہیں، پانچ سال آرام سے پیسہ بناؤ، چپ کر کے آرڈر مانو، نہ میں نے یہاں رہنا ہے اور نہ ہی میرا کچھ بگڑنا ہے، پانچ سال بعد جب نئے الیکشن قریب آئیں تو یاد تو آئی ایم ایف سے بڑے قرضے لے کر وقتی ریلیف پیکجز لانچ کر دو تاکہ ایک بار پھر عوام کو گھیرا جا سکے، یا پھر "ہمدردی" ووٹ لے لو۔ یوں اپنے تمام دعووں سے پھرنے کے بعد بھی وہ ہیرو بن جاتا ہے۔ آج تک ہمیں کم و بیش ایسے حکمران دیکھنے کو ملے جو کچھ کرنا چاہتے تھے مگر انہوں نے بڑے بڑے بلنڈرز کر کے مواقع ضائع کر دیئے ۔

The Right Vision, the Wrong Hands: PTI's Struggle

اب میں پاکستان کی پاپولر پارٹی پی ٹی آئی کی طرف آتی ہوں، عمران خان صاحب نے پانچ سال تک کرسی سنبھالی، مجھے آج بھی یاد ہے کہ عمران کے دور میں مہنگائی اپنے عروج پر پہنچ گئی تھی، جس سے پوچھو وہ عمران خان سے تنگ تھا، اس سے نالاں تھا اور اگلے الیکشن میں اسے ووٹ دینے پر تیار نہیں تھا، ہماری عوام نے ہمیشہ کی طرح ایسے حکمرانوں کو پسند کیا جو ریلیف پیکجز لائے یہ سوچے بغیر کہ وہ وقتی ریلیف ہوتا ہے، عمران نے پہلی بار ایک لانگ ٹرم اسٹریجی بنائی جو واقعی ایک جرات تھی کیوں کہ اس کا فائدہ آہستہ آہستہ نظر آتا، اس چیز سے اس کی سیاست بھی خطرے میں پڑ سکتی تھی۔ میں ان تمام حالات کو ڈسکس نہیں کروں گی جو اس کے دورِ حکومت میں تھے، صرف آپ کو سمجھانے کے لئے ایک تصویر کشی کھینچ رہی ہوں۔

عمران کی دورِ حکومت میں ایک مسئلہ یہ بھی تھا کہ اس کے آس پاس موجود لوگ مخلص نہیں تھے، جن عہدوں پر اس نے اپنے بندے بٹھائے وہ نااہل ثابت ہوئے اور جن پر پہلے سے دوسری پارٹی کے بندے موجود تھے وہ تو خیر سے خلاف ہی تھے۔ پھر عمران خان کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ ایک سیلبریٹی اور کرکٹر پرسنیلیٹی تو ہیں مگر ڈپلومیٹ نہیں ہیں۔ وہ جذبات سے کام تو لیتے ہیں جو کسی حد تک

ٹھیک ہے مگر حکومت کرنا سخت گیر انسان اور لاجیکل انسان کا کام ہے۔ عمران خان نے ایسے بہت سے فیصلے کئے جن کا منفی اثر پڑتا رہا، بہت سے فیصلے انہوں نے اپنے زوجہ بشری بی بی کے کہنے پر کئے جن کی شخصیت بہت سی باتوں کی وجہ سے میرے لئے تو مشکوک رہی ہے۔ وہ لاجکز سے زیادہ الہامات پر یقین کرنے لگے۔ ایک ایسے ملک کو جو پہلے ہی کمزور ہو الہامات کی بنیاد پر چلانا ممکن نہیں ہوتا۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ ایک بہت سمجدار ڈپلومیٹ ان حالات سے ڈیل کرتا۔

وزیر اعظم کے پاس ایک شوری کمیٹی ہوتی ہے جو انہیں مشورے دیتی ہے، عمران کی شوری پارٹی یا تو اندر ہی اندر مفاد پرستوں کے ساتھ ملی ہوئی تھی یا پھر بکی ہوئی تھی، اکثر و بیشتر مشورے ان کے انتہائی بھونڈے ثابت ہوتے، ان سب چیزوں کی وجہ سے سیاسی لیول پر بہت گھپلے بھی ہوئے مگر کچھ اچھی کارکردگیاں رہیں، ان کارکردگیوں کے نتائج چند سال بعد سامنے آنے تھے مگر وہ عوام جو فوری ریلزٹ چاہتی ہے وہ ان لمبی کارکردگیوں کا کہاں انتظار کرنے والی تھی؟ اسی لئے عمران عوام کی نظر میں بھی تنقید کا نشانہ بنا رہا۔

اگلی بڑی غلطی جو عمران نے کی وہ "اسٹیبلشمنٹ" پر کنٹرول حاصل کرنا تھا۔ جب بگ فشز پر ہاتھ ڈالا گیا تو نتائج برے ہی ہونے تھے، عمران خان نے یہ فیصلہ بھی جذباتیت کی بنیاد پر کیا، جب آپ کے آس پاس لوگ مخلص نہ ہوں، ہر بڑے عہدے پر چور ڈاکو بیٹھا ہو اور آپ اکیلے ملک کو بدلنا چاہتے ہوں مگر عوام آپ کی پالیسیز کو سمجھ نہ پا رہی ہو، اس وقت اسٹیبلشمنٹ سے پنگا لینا ایک انتہائی احمقانہ فیصلہ تھا، میں بار بار کہتی ہوں کہ جب تک آپ کے پاس مکمل پاور نہ ہو، تمام گورنر، لیڈرز، بیوروکریٹس اور میڈیا آپ کے ساتھ نہ کھڑا ہو آپ تب تک طاقت ور طبقے کا مقابلہ نہیں کر سکتے، ایک انسان جس نے پچھتر سال ایک سسٹم کو کنٹرول میں رکھنے کے لئے محنت کی ہو اسے کوئی نیا بندہ آ کر تبدیل نہیں کر سکتا ہے؟ وہ بھی ایسا بندہ جسے ابھی دو سال ہوئے ہوں، جو نہ ہی ڈپلومیٹ پرسنیلیٹی ہو اور نہ ہی اس کا بیک گرائونڈ سیاسی ہو۔

Internal Battle: The People Confront Their Shield

اس کے بعد خان کی کرسی پلٹ گئی اور اسٹیبلشمنٹ نے وہ انسان لا کر بٹھا دیا جو ان کے معاملات میں دخل اندازی نہ کرے، خان صاحب نے پریس کانفرنس کر کے اسٹیبلشمنٹ کی حقیقت عوام پر کھولنا چاہی تا کہ عوام کی ہمدردی ان کے ساتھ شامل ہو جائے اور وہ عوام کے ووٹوں کے ذریعے سے دوبارہ کرسی حاصل کر پائیں، یہ بھی عمران خان کی ایک بڑی غلطی تھی، وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ ان کو وزیر اعظم بنانے میں اسی اسٹیبلشمنٹ کا ہاتھ ہے اور وہ اسی کا سہارہ لے کر اوپر پہنچے ہیں، انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ یہاں ووٹس کی بنیاد پر وزیر نہیں بنتے، عوام چاہے جسے ووٹ دے دے لیکن اگر اسٹیبلشمنٹ کی نگاہ میں وہ شخص ٹھیک نہیں تو وہ اوپر نہیں آ سکتا ہے، وجہ پہلے ہی بیان کر دی گئی ہے کہ پچھتر سال اور چار سال میں بڑا فرق ہوتا ہے!

اس سے نہ صرف اسٹیبلشمنٹ عمران کے خلاف ہو گئی بلکہ ہمارا ملک جو پہلے ہی فرقہ واریت اور پارٹیز میں بٹا ہوا ہے مزید انتشار کا شکار ہو گیا، عوام اپنے تمام محافظوں کے خلاف ہو گئی، ان کی نظر میں ایک شخص کے بجائے دس لاکھ انسان برے ہو گئے، ملک میں ایک اور نفرت کا لاوا ابلنے لگا

Holding Power, Losing Purpose

اب یہاں پر لوگ کہتے ہیں کہ اچھی بات ہے ہمیں آئینہ دکھادیا، تو کیا یہ آئینہ آپ کو خود نظر نہیں آتا تھا؟ یہ صرف پاکستان کا حال تو نہیں ہے، تمام جمہوری ممالک حتی کے امریکہ کی تاریخ اٹھا کر دیکھئے تو "ڈیپ اسٹیٹ" ہر جگہ موجود ہوتا ہے، اس لفظ ڈیپ اسٹیٹ کو بے نقاب میں اچھی طرح بے نقاب کیا گیا ہے مگر آپ جا کر سرچ ضرور کریں تو معلوم ہو گا کہ یہ کیا ہے؟ یہی ڈیپ اسٹیٹ ہے جو ملک کو کنٹرول کرتا ہے، اور خود اپنے آپ سے سوال کیجئے کہ اگر ایک آفس کی تمام سینسیٹو انفارمیشن، اکاؤنٹس کی مینجمنٹ، تمام سافٹ ویئرز کے پاسورڈز، تمام وینڈرز کے فون نمبر، تمام امپلائی کا پرسنل ڈیٹا آپ کے ہاتھ میں ہو اور آفس کا سی او بیرونِ ملک رہتا ہو تو کیا آپ خود کو اس آفس کا مالک نہیں تصور کرنے لگیں گے؟ وہ بھی اس وقت جب آپ نے اپنی زندگی کے پچاس سال اس آفس کو دیئے ہوں؟ مالک سے زیادہ آپ اس سے واقف ہوں؟

یہ انسان کی فطرت ہے کہ پاور جب بھی اس کے ہاتھ میں آتی ہے تو نوے فیصد اس کا استعمال غلط چیزوں کے لئے کرتا ہے، اسی وجہ سے پاور کا ایک ادارے کو دے دینا انتہائی نقصان دہ ہے، جس کی مثال سی آئی اے ہے کہ جس کے ہاتھوں میں امریکہ کے ہر انسان کی ذاتی معلومات اور ملک کی تمام سینسیٹو انفارمیشنز ہیں۔

عمران خان جسے یہ سمجھنے کی ضرورت تھی کہ پہلے اپنی جڑیں مضبوط کی جاتی ہیں، پھر ایک صحیح مخلص لوگوں کی پارٹی کھڑی کی جاتی ہے، لاجیکل فیصلے لئے جاتے ہیں، عوام کا اور تمام سرکاری اداروں بشمول میڈیا کا اعتماد حاصل ہو جاتا، پھر بڑے کاموں میں ہاتھ ڈالتے، اب جب اپنے پیر میں ابتدا میں ہی کلھاڑی ماری تو عوام کی ہمدردی لینے نکل کھڑے ہوئے، انہیں لگا کہ عوام کو اسٹیبلشمنٹ کا اصل چہرہ دکھا کر شاید پورے ملک میں فرنچ ریولیوشن لے آئیں گے مگر ایسا نہیں ہو سکا، وجہ یہ تھی کہ جس عوام کو وہ یہ بتانا چاہ رہے تھے کہ یہ اسٹیبلشمنٹ کرپٹ ہے، وہ عوام خود ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز میں بدعنوانی اور ناپ تول میں کمی کرنے جیسے کبیرہ گناہ میں ملوث تھی

.Our Mirror Holds our Answers

ویل المطففین، تباہی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے، چاہے وہ کسی پھل سبزی کو تولتے وقت ہو یا اپنی جاب کی تنخواہ لیتے ہوئے اپنی نااہلیاں چھپاتے وقت ہو۔

ملک میں ایک ایسا انتشار پھیلنا شروع ہوا جس نے عوام اور فوج کو ایک دوسرے کے خلاف کھڑا کر دیا، جس کا نقصان یہ ہوا کہ وہ تمام نوجوان جو ملک کے ساتھ مخلص تھے، حب الوطنی کے جذبے کے ساتھ اپنی اپنی پوزیشنز پر پہلے ہی ایران اور انڈیا کے امپلانٹ کئے گئے دہشت گردوں سے لڑ رہے تھے، جو ٹی پی، بی ایل اے، قبائلی جھڑپیں اور ایسے کئی سینسیٹو پوائنٹس جیسے کشمیر اور سیاچن وغیرہ میں لڑ رہے تھے، یہ سب سن سن کر ان کے حوصلے پست ہوتے جا رہے ہیں، اگر آپ کی بات مان کر کہ لیں کہ اوپر کی تمام مین لیڈ جرنل کرنل تک سب کے سب مفاد کو فوقیت دیتے بھی ہوں تو وہ سب ملا کر کوئی تعداد میں کتنے ہوں گے؟؟ پھر آپ کیسے لاکھوں کی فوج کو اپنی

لعنت کا نشان بناتے ہیں؟ کیا اس وقت مجھے سننے والے، اپنا تمام گھر بار آرام چھوڑ کر صرف اور صرف اس ملک کے لئے سیاچن یا کشمیر جیسی جگہاوں پر جا کر بغیر پانی گیس انٹرنیٹ بجلی کے ڈیوٹی دیں گے اور شہید ہونا چاہیں گے؟

کتنے ہی ایسے نوجوانون سے میری بات ہوئی جن کے باپ یا بھائی چالیس چالیس سال سے ڈیوٹیاں دے ہے ہیں اور کرنل جرنل تک پہنچنے سے پہلے ریٹائیرڈ ہو گئے؟ ایک سپاہی سے شروع ہونے والی یہ نوکری کوئی تین سال میں آرمی چیف کے درجے تک نہیں پہنچاتی ہے، چیزیں اتنی آسان نہیں جتنی دکھ رہی ہیں۔

پھر اگر بات کی جائے کہ آرڈر فالو کرنے کی تو جیسے آپ مجبور ہوتے ہیں ویسے وہ مجبور ہوتے ہیں، کسی کو فیمیلیز کی دھمکیاں ملتی ہیں تو کسی کو کیس میں پھنسانے کی، پھر جیسے بے ضمیر ہم ہیں ان میں بھی کچھ بے ضمیر ہیں جو پوزیشن سے ہٹنے، استفادینے اور نوکری چھوڑ دینے کے بجائے گولیاں چلانے کو ترجیع دے دیتے ہیں۔

اور کیا ہم وہ عوام نہیں ہے جنہیں آج یورپ امیر کہ کا ویزہ ملے تو باہر نکل جائیں؟ یا ہم سب بھی ان کی طرح سرحدوں پر جانا چاہتے ہیں اور ملک کو تبدیل کرنے کے لئے بڑی بہترین کوششیں بھی کر رہے ہیں؟

یہاں تک سننے کے بعد اب کہانی کا اگلا رخ دیکھیں: وہ ہے ہماری اپنی ذات؟

آپ بیس سال کے ہیں، تیس یا چالیس، آپ نے آج تک اس ملک کے نوجوانوں کے لئے، اپنے محلے داروں کے لئے یا اپنے علاقے کے لوگوں کے لئے کیا کیا؟ کیا کبھی آپ نے اپنی ذات کے مسائل سے نکل کر دوسروں کا سوچا؟ وہ لڑکا یا لڑکی جس نے میٹرک پاس کر لیا ہو کیا غریب محلے کے بچوں کو اکھٹا کر کے مفت میں تعلیم دینے کی کوشش کی؟ اگر آپ کے پاس اسپیکنگ اسکلز ہیں تو کیا آپ نے کبھی کسی اچھے موضوع پر لوگوں کو اکھٹا کر کے کوئی بیان دیا؟ کیا کبھی مسجد میں جا کر آپ نے دین کی کوئی خدمت پیش کی؟ اگر آپ لکھاری ہیں تو کیا کبھی سچے دل سے آپ نے بغیر کسی معاوضے کی لالچ رکھے کچھ لکھا اور اسے پھیلانے کی کوشش کی؟ یعنی پیسہ کمانے کے علاوہ بھی اپنے ہنر سے کبھی اس معاشرے میں اپنا حصہ ڈالنے کی کوشش کی؟

کیا آپ نے پوری زندگی خود کو بے ایمانی اور رشوت دینے سے بچایا، بینکاری اور سود میں تو نہیں پڑے؟ آپ نے لوگوں کا میرٹ کچل کر خود کو کسی بھی لیول پر اوپر نہیں کیا؟ چوری یا زنا کا موقع آیا اور آپ پیچھے ہٹے رہے؟ کیا آپ نے قرآنِ پاک کو اس کے ترجمے اور تفسیر سے سمجھنے کی کوششیں کیں **جو آپ پر فرض ہے!**

اور اسے کتنا اپلائی کیا؟ اور کتنا دوسروں کو سکھایا؟

یہ تو چند ایک چیزیں ہیں، مگر آپ کسی کو الزام ٹھہرانے سے پہلے یہ تو دیکھئے کہ وہ بڑے لیول پر کر رہا ہے کیوں کہ اس کے پاس موقع بڑا ہے، آپ چھوٹے لیول پر کر رہے ہیں اور کل جب آپ بڑے لیول پر جائیں گے تو آپ بھی وہی نہیں کریں گے؟؟ پھر ہم میں اور ان میں فرق کیا رہا؟؟؟ ہم چھوٹے چور وہ بڑے چور؟ ہم نہ صرف ملک کی چوری کر رہے بلکہ ایمان اور اللہ کے ساتھ بھی خیانت کرتے ہیں، اپنے فرائض میں معمولات میں ہر چیز میں؟ پھر ہم کہتے ہیں کہ فلاں سیاست دان چھوٹا چور ہے اس لئے اس کی خیر ہے، یہ تو بڑا چور ہے، تو بھئی جب اسے بڑی کرسی ملے گی تو وہ بھی بڑا چور بن جائے گا، کون سا آپ کے سامنے چوریاں کرے گا جو آپ کو معلوم ہو گا؟؟ بعد میں کرپشن کیسز کھلنے پر یہ معلوم ہوتا ہے۔

When Lives Are Offered for a Name, Not a Cause

تیسرے نظریے کی طرف آتے ہیں جو ہے آج کا شرک!

اپنے دل سے کچھ سوال کیجئے، کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ کا لیڈر عمران خان ہر لحاظ سے پرفیکٹ ہے؟ یہ بات یاد رکھیں کہ سیاست بھی ایک بزنس ہے جیسے باقی بزنس، یہ بھی ایک فیلڈ ہے جیسے باقی فیلڈز، اور ہر انسان چاہتا ہے کہ وہ اپنی فیلڈ میں پرفیکٹ رہے، سیاسی حکمران بھی صرف فیلڈ کی حد تک مخلص ہوتے ہیں، کسی کو کسی انسان کی نہیں پڑی ہوتی ہے، ہم نہیں جانتے کہ اندر کیا مذاکرات ہوئے، کبھی سوچا ہے کہ اس جھوٹ اور سچ کے دور میں، اس دجالک فتنے کے دور میں، اس اینڈ ٹائم کے دور میں آپ کسی انسان کے کردار اور نیت کی سو فیصد گرنٹی دے سکیں جب کہ آپ اپنے کردار اور نیت کی بھی گیرنٹی نہیں دے سکتے ہیں؟

کیا ہو کہ اگر بعد میں آپ کو معلوم ہو کہ آپ کا دیکھنے کا زاویہ غلط تھا، ضرورت اس امر کی تھی کہ اب کسی بھی سیاسی لیڈر کے نعروں کے جال میں ایک بار پھر پھنسنے کے بجائے خود کو بدلنے پر ترجیح دیتے۔

ہم نے ایک انسان کو خدا اور نبی کا درجہ دے دیا ہے کہ اس کی بات پر سمعنا واطعنا کہنا ہے، وہ جہاں بلائے آنکھیں بند کر کے جانا ہے، دوسروں کی محبت میں اس قدر اندھے ہو گئے ہیں کہ شرک تک جا پہنچے ہیں لیکن احساس تک نہیں ہوتا ہے، ایک ویڈیو سامنے آئی جس میں گولی لگنے والے جوان نے ڈی چوک پر اپنے خون سے لکھا قیدی نمبر آٹھ سو چار اور پھر فخریہ کہا جا رہا ہے کہ فلاں نے فلاں بندے کا نام اپنے خوں سے لکھ کر قربانی دی حالانکہ موت کے وقت انسان کو اپنے خالق کی یاد ہونی چاہیئے نا کہ کسی مٹی کے پتلے کی، اس وقت فخر کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ عبرت حاصل کرنے کا وقت ہے اور محاسبہ کرنے کا وقت ہے کہ کہیں ہم نے تو انسان کو خدا نہیں بنا دا جیسے نبیؐ کی بات کا مفہوم تھا کہ یہود اور نصاری اپنے لیڈریوں یعنی پاپ اور چرچ کی بات یوں مانتے ہیں جیسے خدا کی، یہ زندگی کسی لیڈر کی دی ہوئی قطعاً نہیں ہے جس کی خاطر اسے قربان کیا جائے یہ زندگی اللہ کی امانت ہے اسے اللہ کے اصولوں کے تحت گزاریں، اسی کے نام پر شہید ہوں اور جائز حق کے لئے، چھوڑ دیں اب پچھتر سالوں سے جاری رہنے والی سیاسی جنگ کو جن کی مین لیڈ سب سے پہلے غائب ہوتی ہے اور عوام ہمیشہ سڑکوں پر بھی رلتی ہے گولیاں بھی کھاتی ہے اور اینڈ میں اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب تو ایجنٹ ہی تھے، ہم تو پھر دجالی فتنے کا شکار ہو گئے اور ہاتھ کچھ نہ آیا، نکل آئیں ایک شخص کے لک سے اور بات کرنے سے امپریس ہو کر فالو کرنے سے جبکہ وہ خلافت اور صحیح دینی ریاست کا الف بھی نہ جانتا ہو، یا جس کے کردار کے ایک ایک لمحے کی گواہی کوئی دینے کو تیار نہ ہو۔ نکلیں گھروں سے بالکل نکلیں مگر کسی کے نام پر نہیں بلکہ غریب کے گھر کی بجلی مہنگی ہونے پر، ناجائز ناپ تول کی کمی اور منظم نظام نہ ہونے پر، جو بیٹھا ہے اسی سے اپنا حق حاصل کریں اور اگر نہیں دیتا تو اسلامی ریاست کے قیام کے لئے آواز اٹھائیں، شہید ہونا ہے تو اللہ کے نظام کو لاگو کرواتے ہوئے ہوں، مگر سب سے پہلے اپنے معاملات ٹھیک کر کے! یقین کریں کہ آپ کے ساتھ جتنی زیادتی ہو رہی ہے اتنی زیادتی ابھی ان لیڈروں کے ساتھ نہیں ہوئی، اپنے لئے نکلیں نہ کے کسی اور کے لئے جو بعد میں اگر اقتدار میں آ بھی گیا اور پھر اسے کچھ نہ کرنے دیا گیا تو آپ اس انسان سے بھی مایوس ہوں گے اور اپنی زندگی سے بھی!

Divided from within, Threaten from Outside

اب اس تصویر کا چوتھا رخ دیکھئے، سوچیں کہ اس وقت ہمارا ملک سرحد پر بھی جنگ لڑ رہا ہے اور اندر بھی سول وار جاری ہے، ذرا سوچیں کہ پاکستان ایک ایٹمی طاقت ہے اور پہلے دن سے دشمن یہود اس ایٹمی طاقت کو زیر کرنا چاہتا ہے، ایک ایٹمی ملک کی دوسری ایٹمی ملک یعنی انڈیا سے براہِ راست جنگ نہیں کروائی جاسکتی کیوں کہ یہ پوری دنیا کے لئے بہت نقصان دہ ہے، مگر اسے اندر سے تو توڑا جاسکتا ہے ناں؟ اسے اندر سے توڑنے کے لئے بی ایل اے، ٹی ٹی پی اور بنگلا دیش کے بعد اب بلوچستان کی علیحدگی کی تحریک جیسی تنظیموں کا سہارہ لیا گیا، مگر یہ کافی نہیں تھا۔ بہت تباہی لانی ہے تا کہ یہ لڑنے کے قابل نہ رہے، ایسے موقعے پر کیا بہترین اسٹریٹیجی ہو سکتی ہے؟؟
یہی ناں کہ پورے ملک میں دنگے فساد مچ جائیں، اور وہ کیسے مچ سکتے تھے؟ ایک بڑے سیاسی بحران کی صورت میں، ایک ایسی چیز پر وار کر کے جو پاکستان کی اصل طاقت تھی، کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے فوجی دستے تمام مسلم کنٹریز میں دشمنوں کے خلاف آپریشنز کرنے کے لئے بھیجے جاتے ہیں؟ کیوں؟
یہود کے کچھ الفاظ سنئیے:

اردو ترجمہ:

امت مسلمہ اسماعیلی یعنی ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سب سے زیادہ ناقابل شکست لوگ ہیں کیونکہ وہ ایک لامتناہی روحانی طاقت کے حصار میں ہیں۔ن کے پاس دعا کی طاقت ہے، ان کے پاس عہد کی فضیلت ہے جو حضرت ابراہیم تک جاتی ہے۔ یہی وہ چیز ہے جو انہیں دعا کرنے کی طاقت دیتی ہے، اور ان کی دعا میں ایک خاص قسم کی طاقت موجود ہے۔ وہ ختنہ کو بطور سنت لیتے ہیں جس سے ان میں حیا کا عنصر نمایاں نظر آتا ہے۔
یہی وجہ ہے کہ انھیں شکست دینا اتنا مشکل ہے۔ اسلیے ہمیں ان کی روحانی طاقت سے زیادہ بہتر روحانی طاقت کے ذریعے اس کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ ان لوگوں کو روکا نہیں جاسکتا جو اپنے مقصد کے لیے مرنے کو تیار ہیں۔ اگر کسی کو اپنی موت کی پرواہ ہی نہ ہو تو آپ اسے کیسے روکیں گے؟ ایسی صورتحال میں کچھ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا، روایتی عسکری ذرائع سے ایسے دشمن کو شکست دینا ناممکن ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں ان کے خلاف روحانی طریقوں کی ضرورت ہے تا کہ انہیں شکست دی جاسکے۔
کسی کو یہ ویڈیو ان کے منہ سے بھی سنی ہو تو مجھ سے مانگ لے!

ہماری فوجی طاقت اور ہمارے جوانون کے شہید ہونے کے جذبے سے انہیں خوف ہے، ایک ایسا انسان جو مرنے کی خواہش لے کر میدانِ جنگ میں اترے وہ درجنوں کو مار سکتا ہے، بنسبت ایسا انسان جو موت سے ڈرتا ہو۔
اپ سوچیں کہ انہوں نے ہماری آخری چیز، آخری طاقت، ہماری فوجی صلاحیت، ہماری بقا کی آخری لکیر پر وار کیا ہے، ہمارے ملک میں جب کچھ نہیں بچے گا تو باہر کی طاقتیں حملہ کر دیں گی، اس وقت اگر ہمارے جوانوں میں ملک کو بچانے کا شوق ہو گا تو وہ انہیں پسپا کریں گے، اگر نہیں ہو گا اور وہ اس ملک اور عوام سے مایوس ہو چکے ہوں گے تو وہ ناکام ٹھہریں گے، یوں وہ دشمن ہمارے شہرون میں گھنس

جائیں گے اور ہر گھر کو لوٹ لیں گے، یہ سب جو ان ہماری عزت اور مال کے محافظ ہیں، میں مانتی ہوں کہ نظام بہت برا ہے، مگر اندر کا نظام عوام ہی ٹھیک کر سکتی ہے، ہم لوگ اس سازش کا شکار ہو کر اندر سے تو ٹوٹ گئے ہیں مگر باہر کے سرحدی محافظوں کو بھی پیچھے ہٹنے پر مجبور کر رہے ہیں، خدارا ہوش کریں ورنہ یہ بھیانک انجام ہم سے دور نہیں ہے۔

True Order is Found in the System of Allah

پانچواں اور آخری رخ جس پر میں بات کرنا چاہوں گی:

آپ جس نظام کو بدلنے کی کوشش کر رہے ہیں اور جس نظام میں پچھلے پچھتر سالوں سے قید ہیں مگر ووٹ دیئے جا رہے ہیں اور لیڈریوں کو لائے جا رہے ہیں وہ تمام نظام کافرانہ ہے۔

ایک انسان جو کافرانہ نظام میں موجود ہو، وہ لیڈر بن بھی جائے تو اسے کوئی اسلامی ریاست قائم کرنے نہیں دے گا یہ یاد رکھیئے گا، یا تو کافرانہ نظام ہوتا ہے یا پھر اللہ کا نظام ہوتا ہے، دونوں کا ملاپ کچھ نہیں ہوتا، کہ آپ ڈیموکریسی میں بھی رہیں اور اسلامی ریاست بھی بنا لیں!

یہ بات میں نہیں کہہ رہی، یہاں میں درجنوں بڑے بڑے علماٗ کے اقوال کوٹ کر سکتی ہوں جنہوں نے دلائل کے ساتھ ثابت کیا کہ جس نظام میں رہ کر آپ تبدیلی کی امید رکھتے ہیں ایسے چار ہزار سال بھی امید رکھتے رہیں یہ نہیں بدلنا ہے، کیوں؟ کیوں کہ اس کے اصول اور ضوابط ہی انسانی فطرت کے مطابق نہیں ہیں، ایک نظام جو قرآن اور رسول کے ذریعے آیا، وہ فطری نظام ہے، اسے کسی مذہب کی بیس پر نہیں بلکہ اللہ نے اپنے ہاتھوں سے بنائی اس مخلوق کی نیچر کی بیس پر تشکیل دیا تھا، انسانوں نے اس کو بدل کر ڈیموکریسی، کمیونزم، بادشاہت، سوشلزم وغیرہ نکالا، میں نے ان چاروں سسٹمز کو بہت ڈیپ جا کر پڑھا ہے اور بہت جلد ہمارے آنے والے ایک میگا پروجیکٹ، یعنی ہماری ایک زبردست سیریز میں آپ کو یہ سب کمپیئر کر کے بتایا جائے گا، میں ال لاجیکل نہیں کہہ رہی بلکہ ریسرچ بیسڈ مواد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہہ رہی ہوں کہ یہ نظام باطل ہے اور جتنا ہی نیک لیڈر آ جائے، اگر اسلامی ریاست چاہیئے تو خلافت کے بغیر ممکن نہیں!

یہ یاد رکھیئے گا کہ قرآن کہتا ہے کہ اکثریت ہمیشہ غلط راستے پر ہوتی ہے اور اقلیت ٹھیک، جمہوریت میں اکثریت کی رائے کو فوقیت ہے جو کہ سب سے پہلا ہمارا مسئلہ ہے، اور اس وقت بھی اکثریت عمران کے پیچھے ہے جن سے وجوہات پوچھو تو ان کے پاس سوائے لُکس اور ٹاکس کے یا یو این اسپیچ اور ہمدردی ووٹ کے کچھ نہیں ہے، خدارا زیادتی اس سے زیادہ آپ کے ساتھ ہوتی آئی ہے، وہ پھر اپنی فیلڈ کے لئے لڑ رہا ہے جس نے آج مذاکرات کر لئے اور اسے سب مل جائے گا، کیا گیرنٹی ہے کہ یہ سب کچھ پلین کا حصہ نہ ہو یا پھر وہ کبھی مذاکرات نہیں کرے گا آپ کو تو بنیادی حقوق تک حاصل نہیں۔

دوسرا نقصان اس اکثریت کا اقبال نے کیا خوب بتایا کہ

جمہوریت ایک طرز حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتا

کل کو اکثریت نواز شریف کو لانے پر لگ جائے تو آپ کی آواز کون سنے گا؟
میں صرف چند ایک نامور برصغیر کے علمأ کے اقوال بیان کرنا چاہوں گی اور پھر تمام فیصلہ آپ کا:

۳۔امام ابن قیوم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:.

ہر وہ ہستی یا شخصیت طاغوت ہے جس کی وجہ سے بندہ اپنی حد بندگی سے تجاوز کر جاتا ہے. چاہے وہ معبود ہو یا پیشوا یا واجب الاطاعت، چنانچہ ہر قوم کا طاغوت وہ شخص ہوتا ہے جس سے وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر فیصلہ کراتے ہوں، یا اللہ تعالی کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرتے ہوں، یا الہی بصیرت کے بغیر اس کے پیچھے چلتے ہوں، یا ایسے امور میں اس کی اطاعت کرتے ہوں جن کے بارے میں انہیں علم ہے کہ یہ اللہ تعالی کی اطاعت نہیں ہے

جواب دیں آپ لوگ کہ جس نظام کے ذریعے اسے لا رہے ہیں اور جس شخص کو لا رہے ہیں دونوں کے بارے میں کتنی فیصد گیر نٹی ہے کہ آکر اسلامی ریاست وجود میں آجائے گی؟ صاف صاف لکھا ہے کہ وہ طاغوت ہے جس کے پیچھے جان مال پیش کر کے ہم نکل کھڑے ہوئے ہیں

.

۴۔شاہ ولی اللہ کا قول ہے:

جمہوری نظام، جو اکثریت کی موافقت کا محتاج ہوتا ہے، اس میں اسلام و مسلمانوں کی کامیابی ثابت کرنا دھوکہ کے سوا کچھ نہیں ہے، یعنی ایک ایسا نظام جس میں آپ فیصلہ کرنے کے لئے اکثریت کے محتاج ہیں نہ کہ شریعت کہ، آپ کیسے امید کر سکتے ہیں کہ اس میں مسلمانوں کی کامیابی ہے؟ کل کو اکثریت نے کہا شراب حلال ہے تو وہ حلال ہو جائے گی؟

جیسے آج ایل جی بی ٹی کیو؟ کیا کر لیں گے ہمارے حکمران اگر پارلیمنٹ میں بل پاس ہو گیا، پھر تو آپ ہر عہدے پر ایک مومن بٹھائیں. تا کہ معاملات حل ہوں، ایک وزیر اعظم کے ہاتھ میں کم از کم جمہوریت میں تو اتنا کنٹرول نہیں مل سکتا کہ وہ سب کو قابو کر لے۔

۷۔ مفتی شامزئی شھید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالی کا دین ووٹ اور جمہوریت کے ذریعے غالب نہیں ہوگا اسلئے کہ دنیا کے اندر اللہ کے دشمنوں کی اکثریت ہے اور جمھوریت جو جس طرح پیشاب سے وضو . ہے وہ بندوں کے گننے کا نام ہے تولنے کا نہیں. اسلام غالب ہوگا تو اس کا واحد راستہ جھاد فی سبیل اللہ ہے۔

نہیں ہو تا ٹھیک اسطرح جمھوریت سے اسلام نافذ نہیں ہو سکتا، علماء نے ۴۸ سال انتخابات اور جمھوری سیاست میں ضائع کر دیے، میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس طریقے سے ۴۸ ہزار سال میں بھی اسلام نہیں آسکتا.

۸۔ مولانا سلیم اللہ خان رح فرماتے ہیں:

ایسا ممکن ہی نہیں ہے کہ انتخابات کے ذریعے اسلام لایا جاسکتا ہے نہ جمھوریت کے ذریعے اسلام لایا جاسکتا ہے جمھوریت میں کثرت رائے کا اعتبار ہو تا ہے اور اکثریت جاہلوں کی ہے جو دین کی اہمیت سے واقف نہیں، ان سے آپ کیا توقع رکھ سکتے ہیں.

۹۔ مولانا صوفی محمد رح فرماتے ہیں:

پاکستان کا موجودہ ائین غیر اسلامی ہے اس نظام کے تحت فیصلے کرنا اگر کفر نہیں کہلائے گا تو آخر کیا کہلائے گا کفر کی اس سے زیادہ قبیح شکل اور کیا ہو سکتی ہے کہ جب کوئی اس نظام کے بر خلاف نفاذ شریعت کا مطالبہ کرتا ہے تو اس کو پاگل کہا جاتا ہے اور اس کو شر پسند کا لقب دیا جاتا ہے جبکہ یہی حکومت کافر قوموں کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف بدنی، لسانی ومالی تعاون کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔
یقینن ایک پارٹی کے سپورٹرز میرے اس بیان کے بعد مجھے بھی پاگل کہہ سکتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ ان میں میرے قریبی لوگ بھی شامل ہوں جن کے سامنے میں ان کے لیڈر کی گستاخی میں زبان نہیں کھول سکتی ہوں، ہمارے اندر تنقید سننے یا اصلاح کرنے کا مادہ نہیں رہا شاید!

۱۰۔ مفتی ابو لبابہ شاہ منصور فرماتے ہیں

انتخابات اور جمھوریت میں لوگ یہود کے غلامی کے مراحل طے کر رہے ہوتے ہیں اور محسوس انہیں یہ ہوتا ہے کہ انقلاب لا رہے ہیں۔
ان کی اس بات پر ذرا غور کریں، یہ بہت گہرا نقطہ نوٹ کیا ہے کہ ہم جمہوریت میں یہودیوں کی غلامی کر رہے ہیں، وجہ یہ ہے کہ ہر ملک کا آنے والا صدر یا وزیر اعظم طے شدہ ہوتا ہے، یہ بات ہم بے وقوفوں کو اب سمجھ آئی ہے جب کے بڑے دانشور لوگوں نے بہت پہلے محسوس کرلی تھی۔ جب ہمارے اوپر حکمرانی کرنے والا یہود کا ایجنٹ ہو تو ہم کیا مزید ترقی کی توقع رکھیں۔

۱۱۔ حکیم اللہ محسود رح فرماتے ہیں:

ہم پاکستان اور قوم کے دشمن نہیں بلکہ ہم ان موجودہ کفریہ نظام کے دشمن ہے، جو ہم پر مسلط کیا گیا ہے

اگر ابھی بھی لگتا ہے کہ ایک لیڈر آ کر یہ پورا باطل نظام بدل دے گا تو آپ غلط ہیں، لیڈر کی ضرورت نہیں ہے جب تک کے بنیادیں غلط ہوں، بنیادیں تب ٹھیک ہوں گی جب شروعات ہر انسان کے کردار سے ہو گی، آپ صرف یہ سوچیں کہ ایک ہزار لوگوں نے سنورنا ہے اور آپ ان ایک ہزار میں سے ہیں، بس پھر دیکھئے گا کہ ملک کیسے ٹھیک نہیں ہوتا!

انشاٗاللہ بہت جلد ایک بہت بڑی ٹریننگ سیریز آ رہی ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ ہم ہی ہوں گے جو بنیادیں ٹھیک کرنے والوں میں سے بنیں گے، اب نہ کسی کے پیچھے بھاگنا ہے اور نہ کسی سے امید رکھنی ہے، یہ آپ کی جنگ ہے اور کسی کی نہیں! جزاکم اللہ خیر!

To Contact:

Instagram: Aroobaamirofficial

Bookstore: Aroobaamirbookstore

Website: Aroobaamir.Com

Whatsapp: 03226301406

Gmail: Aroobaamirsidiqui@Gmail.Com